مولانا محمد حفیظ اللہ پھلواروی
(کراچی)

اسپین اور سسلی
میں
مسلمانوں کی رواداری

اسپین پر مسلمانوں نے سب سے پہلا حملہ ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں ولید بن عبدالملک (۸۶ - ۹۶ھ / ۷۰۵ - ۷۱۳ء) کے عہد حکومت میں کیا تھا۔ یہ حملہ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے، جبکہ طارق بن زیاد نے یورپ کی اس عظیم الشان سلطنت کے خلاف صرف سات ہزار کے معمولی لشکر کے ذریعہ حملہ کر کے جرأت اور دلیری کی غیر فانی مثال قائم کر دی تھی۔

جاں باز طارق نے چھ ماہ کے اندر ہی شاہ لرزیق کے لشکر عظیم کو شکست دے کر اسپین اور پرتگال میں ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم کر دی تھی اور اسپین کی پوری آبادی مسلمانوں کے رحم و کرم پر تھی۔ وہ اگر چاہتے تو بڑی آسانی سے انہیں تہہ تیغ کر سکتے تھے۔ یا انہیں بالجبر اسلام قبول کرنے پر مجبور کر سکتے تھے۔ لیکن جونہی اسپین فتح ہو گیا، طارق بن زیاد نے پورے اسپین میں کامل امن و امان قائم کر دیا، اور مسلم سپاہیوں کو سختی کے ساتھ ہدایت کر دی کہ اہل اسپین میں سے کسی ایک فرد کو بھی کسی قسم کا گزند نہ پہنچے، ان کے مال و دولت کا پورا تحفظ کیا جائے، ان کی زمینیں اور ان کی جائدادیں بدستور ان کے قبضہ میں رہیں گی اور عورتوں کی آبرو کے تحفظ کا سب سے زیادہ خیال رکھا جائے ---- طارق نے اسپین کی فتح کے بعد عام اعلان کر دیا:

"عیسائیوں کے مذہب میں دست اندازی نہیں کی جائے گی۔ اور نہ ان کے عبادت خانوں کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ عیسائیوں کو تحریر و تقریر کی پوری آزادی حاصل ہو گی۔ مسلمان عیسائیوں کی جان و مال اور آبرو کے تحفظ کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر کسی مسلمان کے ہاتھوں کسی عیسائی کو کوئی مالی نقصان پہنچے گا تو اس کی تلافی خزانہ شاہی سے کی جائے گی۔ صرف عیسائیوں کو ٹیکس کی ایک قلیل رقم ادا کرنا ہو گی"

جسے "جزیہ" کہتے ہیں۔ عیسائی پیشواؤں سے جو عہد کریں گے۔ اس پر سختی سے پابندی کی جائیگی"۔
طارق بن زیاد کا یہ اعلان صرف اعلان ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ اس پر پوری طرح عمل کیا گیا ـــــ یہ وہ زمانہ تھا کہ دنیا میں مذہبی تعصب کی وبار عام تھی خود عیسائی سلطنتوں میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹینٹوں کے اختلاف کی بنار پر عیسائیوں کو زندہ جلایا جا رہا تھا۔ ان کی ملاک و جائداد کو لوٹا جا رہا تھا۔ اور عیسائی عورتوں پر جادوگری کا الزام لگا کر سمندر میں غرق کر دیا جاتا تھا۔

سر تھامس ارنلڈ کا بیان ہے کہ :-

"پہلی بار جب مسلمان اپنے مذہب کو ہسپانیہ میں لائے تو جاثلیقی عیسائیت آرین عیسائیت پر غالب آکر کل ملک پر مسلط تھی۔ طلیطلہ کی چھٹی مجلس نے قانون وضع کر دیا تھا کہ کل شاہان ہسپانیہ اس بات پر حلف لیا کریں گے کہ جاثلیقی مذہب کے سوا کسی دین کی پیروی ملک میں جائز نہ ہو گی، اور تمام فریقان منحرف کے خلاف قانون سختی سے جاری کیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا قانون وضع ہوا اور وہ یہ تھا کہ کوئی شخص جو رسولی کلیسہ یا انجیلی قواعد یا آبائی تعریف یا کلیسا کے فتاوے اور مقدس سسکرامنٹ کو معرض بحث میں لائے گا، اس کی جائداد ضبط ہو گی۔ اور حبس دوام کی سزا ملے گی"۔ ملکی معاملات میں قسوس نے اپنے طبقہ کے لئے بہت قوت حاصل کر لی تھی۔

مسیحی قسوس نے ان اختیارات کے زور پر یہودیوں پر جن کی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ میں آباد تھی، ظلم کریں، اور نہایت جابرانہ قوانین اُن یہودیوں کے خلاف جاری کریں جو اصطباغ لینے سے انکار کریں۔

مگر مسلمان تھے کہ وہ مذہبی اختلاف کے باوجود اسپین کے ہر خیال کے عیسائیوں ر یہودیوں کے ساتھ انتہائی محبت اور رواداری کا سلوک کر رہے تھے۔ اس لئے کہ ان کے مذہب نے انہیں اسی قسم کی ہدایت دی تھی۔

سر تھامس ارنلڈ کا بیان ہے کہ :

"زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیلی مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال شروع زمانہ میں جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا، کہیں مذکور نہیں، بلکہ

احتمال یہ ہے کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانوں کی بے تعصبی ہی وہ شئے تھی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے میں ان کے لئے آسانی پیدا کر دی۔
اگر نئے حاکموں سے عیسائیوں کو کوئی شکایت اس بات کی تھی کہ مسلمانوں کی طرح اُن سے برتاؤ نہیں کیا جاتا تو وہ یہ تھی کہ عیسائیوں کو جزیہ دینا پڑتا تھا، جسکی شرح امیروں سے ۴۸ درہم، متوسط الحال لوگوں سے ۲۴ درہم اور پیشہ وروں سے ۱۲ درہم کی تھی۔ چونکہ یہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی غرض سے لیا جاتا تھا، اس لئے صحیح الجثہ مردوں پر وہ جاری ہوا تھا، عورتیں اور بچے، رہبان اور فقیر، اندھے لنگڑے، بیمار اور غلام اس سے مستثنیٰ تھے۔
عیسائیوں کو جزیہ کے ادا کرنے میں اس وجہ سے اور کم سختی معلوم ہوتی ہوگی کہ عیسائی حکام اُس کی تحصیل کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ (ڈوزی)
"ہسپانیہ کے درماندہ غلام پہلے لوگ تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ملک کے بت پرستوں نے بھی جن کے کچھ لوگوں کا باقی رہنا ۶۹۲ء تک بیان کیا گیا ہے، غلاموں کی مثال کا اتباع کیا۔ (ڈوزی)
اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے مسلمان ہو گئے۔

اسپین کی فتح کے بعد عبدالعزیز بن موسیٰ اسپین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ اسکی رواداری طارق بن زیاد سے بھی کہیں زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ مرسیا کا عیسائی بادشاہ جو اسپین کی اسلامی سلطنت کا سب سے بڑا دشمن تھا، اور جس کا نام تدمیر تھا، اُسے بھی عبدالعزیز بن موسیٰ نے معافی دیدی تھی، اور ایک صلح نامہ لکھ دیا تھا، اس میں درج تھا کہ

"تدمیر یا اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے عہدہ سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ اور نہ دین و مذہب کی تبدیلی پر مجبور کیا جائے گا۔ اور نہ ان کی عبادت گاہوں پر قبضہ جمایا جائے گا۔"

یہ اُس عیسائی بادشاہ کے لئے رواداری کا برتاؤ تھا جو مسلمانوں کا دشمن نمبر اوّل تھا، اور جو مسلمانوں کے خلاف برابر سازشیں کرتا رہتا تھا۔
اسپین پر مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک جس جاہ و جلال اور عدل و انصاف

سے حکومت کی، اور جسطرح غیر مذہب والوں سے سلوک کیا، اُس کی مثال یورپ میں تو کیا ساری دنیا میں ملنی ناممکن ہے۔

اسپین میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ مسلمانوں کے حسن سلوک کے متعلق امریکہ کا نامور اہل قلم ہنری چارلس لی لکھتا ہے:

"جب مسلمانوں نے اس ملک کو فتح کیا تو یہاں کے باشندوں نے حملہ آوروں کی اطاعت بطیب خاطر قبول کر لی، کیونکہ مسلمان بادشاہ بمقابلہ گاتھ بادشاہوں کے سخت نہ تھے۔ فاتحین نے اپنی نئی رعایا کے مذہبی معاملات میں کوئی دست اندازی نہیں کی۔"

اسی طرح مسٹر ہنری لوئیس کا بیان ہے:

"اسپین میں علم و حکمت کے کمال نے تعصب کو ایسا مٹا دیا تھا کہ زمانۂ حال کے لوگ سن کر تعجب کریں گے کہ یہودی اور عیسائی ایک ہی زبان بولتے اور ایک ہی قسم کے گیت یا شعر پڑھ کر خوش ہوتے تھے، ایک ہی طرح کا خیال رکھتے تھے۔ عرب یہودی و نصاریٰ کو اپنے فرائض مذہبی اور مراسم کے ادا کرنے میں مطلقاً ہارج و مانع نہ تھے، بلکہ ان کی دوستی و محبت و ربط و ضبط میں یہاں تک ترقی ہوئی کہ مسلمان عیسائی اور یہودی آپس میں شادی بیاہ کے رشتے کرنے لگے۔"

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے:

"اسپین کے بنی امیہ خلفاء کی حکومت کی ایک مشہور و معروف بات قابل بیان ہے، کیونکہ اس سے اسپین کے ہمعصر (یعنی عیسائی) اور پچھلے مسلمان بادشاہوں کے مقابلے میں بلکہ اس انیسویں صدی کے زمانے تک، ان کے بادشاہوں کی بڑی عمدگی پائی جاتی ہے۔ یعنی اُن کو عام طور سے دوسرے مذہب کو مذہبی معاملات میں آزادی کا دینا۔"

شورٹ ہسٹری آف کرسچینٹی میں درج ہے:

"اسپین کے اسلامی عہد حکومت میں نہ صرف یہودیوں بلکہ عیسائیوں کو بھی بہت فائدہ ہوا۔ تہذیب اور شائستگی یورپ نے عربوں سے سیکھی اور

رواداری جس کے نام سے مسیحیت واقف نہ تھی مسلمانوں ہی کی یہ دولت یورپ میں پہنچی، کیونکہ برادرہڈ (اخوت) کا تصور خالص اسلامی ہے جو رواداری کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اگر یورپ کے لوگ اس رواداری سے استفادہ کرتے، جو انہوں نے اسپین کے عربوں سے سیکھی، تو اسی اسپین میں تر قومیڈا جیسا ظالم انسان پیدا نہ ہوتا۔ یہ شخص محکمۂ احتساب مذہبی (INQUISITION) کا انسپکٹر جنرل تھا جس کی گردن پر لاکھوں انسانوں کا خون ہے"

ڈوزی اپنی کتاب "اسپین میں اسلامی حکومت" میں لکھتا ہے:

کیتھولک پادریوں نے یہودیوں پر سخت ظلم کئے ---- جب مسلمانوں نے اندلس فتح کیا، وہاں کے یہودی سخت عذاب میں گرفتار تھے۔ مسلمانوں نے ان کو غلامی سے نجات دلائی، اور ان کو دینی اور سماجی امور میں پوری طرح آزاد کیا۔ یہی وجہ تھی کہ یہودی غلام اور تمام کمزور جماعتیں مسلمانوں کے مددگار بن گئیں۔

مسلمانوں نے اندلس کے عیسائیوں کو مذہبی معاملات میں پوری طرح آزاد رکھا تھا۔ قرطبہ، طلیطلہ اور دوسرے بڑے شہروں میں اسقف کا عہدہ بدستور موجود تھا۔ قسیس اپنی جگہوں پر کام کرتے تھے"

مسٹر ہنری کولی اپنی تاریخ "فتح ہسپانیہ" میں لکھتا ہے:

"میں اس سے قبل مسلمانوں کے اُس شریفانہ برتاؤ کے متعلق جو یہودی اور عیسائیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں۔ اگرچہ مسلمان اپنے مذہب کی پابندی کرنے میں بہت سخت ہیں اور دیگر مذاہب کو ناقص سمجھتے ہیں، تب بھی اُس غیر شریفانہ برتاؤ کے مقابلہ میں جو عیسائی فرقے آخر زمانہ میں آپس ہی میں ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھتے تھے، نیز اس برتاؤ کے مقابلہ میں جو عیسائیوں نے ہر زمانہ میں یہودیوں کے ساتھ روا رکھا ہے مسلمانوں کا برتاؤ تمام اہل مذاہب سے نہایت مصالحت اور مسالمت کا تھا۔ اور یہی بڑی وجہ تھی کہ مفتوحہ اقوام ان کی اطاعت آسانی کے ساتھ برداشت

کر لیتی تھیں۔ چنانچہ جو لوگ مسلم سلطنت میں مطلوبہ جزیہ ادا کرتے تھے وہ اپنے مذہب میں آزاد تھے۔ یہ مذہبی آزادی پیغمبرِ اسلام کا ایک فیاضانہ عطیہ اور اسلامی ضابطہ ہے۔"

مسٹر ایس۔ پی۔ اسکاٹ لکھتا ہے:

"زمانہ خلافت میں ایک خاص افسر مقرر تھا جو عیسائی ذمیوں کے رویہ کا نگران رہتا، اور ان کے حقوق کی نگہداشت کرتا تھا، اس کا کام تھا کہ وہ یہ دیکھتا رہے کہ جس حمایت اور حفاظت کے یہ لوگ مستحق ہیں وہ ہوتی ہے یا نہیں اور ان پر ظلم تو نہیں کیا جاتا۔ پادری اپنا مقدس لباس آزادی کے ساتھ پہن سکتے اور اپنے مقدس پیشہ کے فرائض نہایت امن و عافیت کیساتھ ادا کر سکتے تھے جو شخص اس خصوص میں کچھ دخل دینے کی جرأت کرتا تھا وہ سخت سزا کا مستوجب ہوتا تھا۔ گرجاؤں میں نمازیں اسی دھوم سے ہوتی تھیں جیسی وزیگاتھ کے زمانہ میں۔ وہ لوگ جنازے بھی اپنی مذہبی رسوم کے موافق نکالتے تھے ....

اگرچہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بت گری کے سخت دشمن تھے۔ مگر مسلمانانِ اندلس کی رواداری اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ ذمیوں کو بت بنانے اور گرجاؤں میں رکھنے کی اجازت تھی۔" (اخبار الاندلس حصہ سوم ص۹۵ تا ص۱۹۲)

عبدالرحمٰن ثانی نے اپنی نرم مزاجی کے باعث بے حد رواداری برتی۔ اس نے ان کے گرجوں کو جاگیریں عطا کیں اور ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے۔

ابن سہم قرطبہ کا حکمران ہوا تو وہاں کی زمین مسلمانوں میں تقسیم کی لیکن عیسائیوں کے قبضہ میں جو زمینیں تھیں، ان کو ہاتھ نہ لگایا، صرف غیر آباد زمینیں تقسیم کیں۔

اندلس کے بادشاہ عبدالرحمٰن ثالث کی رواداری کا یہ عالم تھا کہ اس نے ایک عیسائی کو قرطبہ کے "قاضی القضاۃ" جیسے اعلیٰ عہدے پر مقرر کیا تھا۔ عبدالرحمٰن کا نہایت معزز مشیر ایک یہودی عالم "ابی حصدی ابن ثروت" تھا۔

ثانی کو جب کبھی کہیں سفیر بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو کسی یہودی عالم کو بھیجتا۔

مسٹر ایس۔ پی۔ اسکاٹ کا بیان ہے کہ:

"اکثر اہم ملکی عہدے عیسائیوں کو دیئے جاتے تھے، باوجود فقہا کی سخت

مخالفت اور دفتر شاہی کے اثر ڈالنے کے عبدالرحمٰن ثالث نے ایک عیسائی کو قرطبہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ یہ عہدہ تمام ممالک محروسہ کے دیوانی اور فوج داری عہدوں میں سب سے بڑا تھا۔ خلیفہ مذکور عادتاً عیسائی یا دربوں کو ان سیاسی کاموں پر مقرر کیا کرتا تھا جس میں لیاقت و فراست زیادہ درکار ہوتی تھی۔ ربیع رئیس الاساقفہ قرطبہ کئی موقعوں پر جرمنی اور قسطنطنیہ کو بطریق سفارت بھیجا گیا۔ محکمہ بیت المال کے ذمہ دار عہدوں پر عیسائی مقرر ہوتے تھے۔ عیسائی زمیوں سے محاصل وصول کرنے پر بھی عیسائی ہی مقرر کئے جاتے تھے۔ ہزاروں عیسائی مسلمانوں کی فوج میں کام کرتے تھے۔ کسی مسلمان بادشاہ کے زمانہ میں عیسائی شاہی دربار سے الگ نہیں کئے گئے۔

"خاندان مرابطین کے بادشاہ علی کے زمانہ میں بھی عیسائی زمیوں پر شاہی لطف و کرم مبذول رہتا تھا، اور حکومت میں ان کا اچھا اقتدار تھا حالانکہ یہ بادشاہ اپنی دین داری اور سخت گیری میں بہت مشہور تھا۔"

یشنلسٹ انسائیکلوپیڈیا (عرب کلچر ان اسپین) میں بروزلین میکاف لکھتا ہے:

"یہودیوں کو جو آزادی مسلمانوں کی حکومت میں حاصل تھی وہ پھر انہیں میسر نہ ہو سکی انہوں نے اسلامی عہد میں خصوصاً اسپین کے دور حکومت میں نہ صرف مذہبی ترقی ہی کی بلکہ انہیں معاشی اور علمی ترقیوں سے بھی وافر حصہ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر بھی (یہودی علماء) اسلامی عہد میں پیدا ہوئے، اور توریت کی شرح میں جس قدر کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئیں۔ اس کی نظیر کسی دوسرے عہد میں قطعی نہیں مل سکتی۔"

ڈاکٹر گستاؤ لیباؤن کا بیان ہے کہ:

"عربوں نے چند صدیوں میں اندلس کو مالی اور علمی لحاظ سے یورپ کو سرتاج بنا دیا۔ یہ انقلاب صرف علمی و اقتصادی نہ تھا۔ اخلاقی بھی تھا، انہوں نے نصاریٰ کو انسانی خصائل سکھائے۔ ان کا سلوک یہود و نصاریٰ کے ساتھ وہی تھا جو مسلمانوں کے ساتھ انہیں سلطنت کا ہر عہدہ مل سکتا تھا۔

ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

"مذہبی مجالس کی کھلی اجازت تھی۔"

گرجوں کے سلسلہ میں لکھتا ہے :

"ان کے زمانے میں لاتعداد گرجوں کی تعمیر اس امر کی مزید شہادت ہے"

سر تھامس آرنلڈ رقمطراز ہے کہ :

"بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہوں، عیسائیوں کے کل مقدمات اُن ہی کے ججوں کے سامنے اور اُن ہی کے قانون کے مطابق فیصلہ پاتے تھے۔ (بودیسن) مذہب کی پیروی میں عیسائیوں کا کوئی مزاحم نہ تھا۔ (الوگوسس) قربانی کی سکرامنت بخور و ناقوس اور دیگر رسوم جاثلیقی سے ادا ہوتی تھی۔ کلائسہ میں مسیحی سرود گایا جاتا تھا۔ مسیحی واعظین لوگوں کو وعظ سناتے تھے۔ اور گرجا کے سب تہوار حسب معمول منائے جاتے تھے ـــــ ایک مرتبہ ان کو نئے گرجا بنانے کی بھی اجازت ہوئی تھی۔ عیسوی معابد کے علاوہ جن میں عورتیں اور مرد رہبانیت کی زندگی بغیر اسلامی حکام کی دست اندازی کے بسر کرتے تھے۔ چند جدید مسیحی خانقاہوں کی تعمیر کا ذکر بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ (الوگوسس تیسری کتاب)

رہبان اپنے ادنیٰ لباس کو جو اُن کی جماعت کے لئے مخصوص تھا علانیہ پہنتے تھے، اور قسیس کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ اپنے منصب کے نشان کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں، اور نہ مذاہبی مراتب سلطنت کے ممتاز عہدوں سے عیسائیوں کو محروم کرتے تھے۔ (برسن)

مورخ ڈریپر لکھتا ہے :

"باوجود اس کے کہ خلفاء خود بڑے ذہین اور صاحب الرائے اور بلند نظر تھے، لیکن انہوں نے اپنے مدارس کا انتظام کبھی نسطوری المذہب علماء کے ہاتھوں میں رکھا، اور کبھی علمائے یہود کو تفویض کیا۔ وہ اس بات کو کبھی نہیں دیکھتے تھے کہ عالم کس ملک میں پیدا ہوا اور کہاں اس نے زندگی بسر کی۔ نہ یہ خیال کرتے تھے کہ اس کا دین و مذہب کیا ہے، بلکہ وہ صرف علم و معرفت کا مرتبہ دیکھتے تھے ـــــ

اسپین کی یونیورسٹیوں میں یورپ کے ہر حصے کے عیسائی آکر تعلیم حاصل کرتے اور

مسلمان انہیں تعلیم دینے میں کسی قسم کا بخل نہ کرتے۔ مسٹر ایس۔ پی اسکاٹ لکھتا ہے :

"وہ (عیسائی) بڑی تعداد میں مسلمانوں کے دارالعلوم اور مدارس میں داخل ہوتے تھے۔ قرطبہ کی یونیورسٹی کا دروازہ ہر درجہ و مرتبہ اور ہر مذہب و قوم کے افراد کے لئے کھلا ہوا تھا۔ نہ صرف جزیرہ نمائے اندلس ہی کے عیسائی طالب علم اس میں داخل ہوتے تھے، بلکہ یورپ کے تمام ممالک سے شائقین علم کھچے چلے آتے تھے ــــــ

اس یونیورسٹی کے دروازے ہر قوم و ملت کے محنتی اور شوقین طلبہ کے لئے کھلے ہوئے تھے ــــــ بلالحاظ عقاید آبا و اجداد اس کے اعزاز ہر طالب علم کو ملتے تھے۔ اس کے عظیم الشان کتب خانہ میں مسلمان، عیسائی، بدھ اور یہودی مطالعہ و تحقیق کیا کرتے تھے۔"

ہشام پہلا اموی فرمانروا ہے جس نے عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے مدرسے کھولے اور ان مدرسوں کا خرچ سرکاری خزانہ پر ڈالا۔ اس نے ذمیوں کے بچوں کو سرکاری تربیت گاہوں میں داخل کیا اور وظائف عطا کئے۔

یہ تو تھا اسپین میں مسلمانوں کی رواداری کا عالم اسپین کے علاوہ جزیرہ سسلی میں بھی عیسائیوں کے حقوق کی نگہداشت کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر لیبان سسلی کے عیسائیوں کے بارے میں لکھتا ہے :

"عربوں کی حکومت میں عیسائیوں کو مذہب رسم و رواج اور قانون کی پوری آزادی تھی۔ گرادین جو پلرمو کے کلیسا کا عربی کا قسیس تھا، لکھتا ہے کہ پادریوں کو پوری آزادی تھی کہ وہ اپنا مذہبی لباس پہن کر بیماروں کو تسلی دینے کے لئے جایا کریں۔

ایک دوسرا قسیس مریدو کولی بیان کرتا ہے کہ :

سسینا میں عام رسومات مذہبی کے دو جھنڈے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک جھنڈا مسلمانوں کا سبز پر سنہری صلیب بنی ہوتی تھی۔ فتح کے وقت جتنے کلیسے موجود تھے، قائم رکھے گئے۔ البتہ اندلس کی طرح نئے کلیسا بنانے کی یہاں اجازت نہ تھی۔"

دوسری جگہ یہی مورخ لکھتا ہے :

" عربی حکومت کے زمانے میں بکثرت کلیسوں کا تعمیر ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اقوام مفتوحہ کے مذاہب کی کس قدر عزت کرتے تھے ، بہت سے نصاریٰ مسلمان ہوگئے لیکن اسلام قبول کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی ، کیونکہ عربوں کی حکومت میں نصاریٰ بھی تھے جنہیں مستعرب کہتے تھے ، اور یہودی ہر طرح پر مسلمانوں کے برابر تھے ۔ اور انہیں سلطنت کے تمام عہدے مل سکتے تھے "